قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 08 جولائی 2021ء | 27 ذوالقعدہ 1442 ہجری قمری | جلد: 3 | شمارہ: 161

ارشاد باری تعالیٰ

یَسۡـَٔلُ اَیَّانَ یَوۡمُ الۡقِیٰمَۃِ ؕ﴿۷﴾ فَاِذَا بَرِقَ الۡبَصَرُ ۙ﴿۸﴾ وَ خَسَفَ
الۡقَمَرُ ۙ﴿۹﴾ وَ جُمِعَ الشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ ۙ﴿۱۰﴾ یَقُوۡلُ الۡاِنۡسَانُ یَوۡمَئِذٍ اَیۡنَ
الۡمَفَرُّ ۚ﴿۱۱﴾ کَلَّا لَا وَزَرَ ؕ﴿۱۲﴾ اِلٰی رَبِّکَ یَوۡمَئِذِ ۣ الۡمُسۡتَقَرُّ ؕ﴿۱۳﴾

(القیامہ: 7تا13)

ترجمہ: وہ پوچھتا ہے قیامت کا دن کب ہوگا؟ تو (جواب دے کہ) جب نظر چندھیا جائے گی۔ اور چاند گہنا جائے گا۔ اور سورج اور چاند اکٹھے کئے جائیں گے۔ اُس دن انسان کہے گا فرار کی راہ کہاں ہے؟ خبردار! کوئی جائے پناہ نہیں۔ تیرے ربّ ہی کی طرف اُس دن جائے پناہ ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

آج یہاں سورج گرہن تھا۔ اسی طرح بعض اور ممالک میں بھی گرہن لگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر خاص طور پر دعاؤں، استغفار، صدقہ خیرات اور نماز پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الکسوف باب الصلوٰۃ فی کسوف الشّمس حدیث: 1044، صحیح مسلم کتاب الکسوف وصلاتہ باب ذکر النداء بصلاۃ الکسوف…حدیث: 2117)

اس لحاظ سے جماعت کو جہاں جہاں بھی گرہن لگنے کی خبر تھی ہدایت کی گئی تھی کہ نماز کسوف ادا کریں۔ ہم نے بھی یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق یہ نماز ادا کی۔

احادیث میں اللہ تعالیٰ کے خاص نشانوں میں سے ایک نشان سورج اور چاند گرہن کو قرار دیا گیا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الکسوف باب صلاۃ النساء مع الرجال فی الکسوف حدیث: 1035)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مسیح موعود کی آمد کی نشانیوں میں سے ایک بڑی زبردست نشانی سورج اور چاند گرہن تھا جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مشرق اور مغرب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں پورا ہوا۔ پس اس لحاظ سے گرہن کی نشانی کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت سے ایک خاص تعلق ہے۔

آج کا یہ گرہن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے نشان کے طور پر تو نہیں کہا جا سکتا۔ جو گرہن لگتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے نشان ہے مخصوص تو نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن یہ گرہن اُس طرف توجہ ضرور پھیرتا ہے جو گرہن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی نشانی کے طور پر ظاہر ہوا۔ اور پھر آج اِس دن کا گرہن اس لحاظ سے بھی اُس نشان کی طرف توجہ پھیرنے کا باعث ہے کہ آج جمعہ کا دن ہے اور جمعہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے بھی ایک خاص نسبت ہے۔ پھر مارچ کا مہینہ ہونے کی وجہ سے بھی توجہ ہوتی ہے کیونکہ تین دن بعد اسی مہینہ کو 23/ مارچ کو یوم مسیح موعود بھی ہے۔ دعویٰ بھی ہوا۔ گویا یہ مہینہ، یہ دن اور یہ گرہن مختلف پہلوؤں سے جماعت کی تاریخ کو یاد کروانے والے ہیں۔ اس لئے میں نے جب نماز کسوف کے خطبے کے لئے حوالے لئے تو خیال آیا کہ جمعہ کے خطبے میں بھی گرہن کے حوالے سے ہی بات کروں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چاند سورج گرہن بقیہ صفحہ 4 پر

اس شمارہ میں

- تو اگر درمیاں نہیں ہوتا (منظوم)
- ایک مومن اور انجام بخیر
- سورتوں کا تعارف
- تعارف صحابہ کرامؓ

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

پیشگوئی کسوف وخسوف

اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا آیَتَیْنِ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ تَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِّنْ رَمَضَانَ وَتَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْہُ وَلَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ۔

(سنن الدّارقطنی کتاب العیدین)

ترجمہ: یقیناً ہمارے مہدی کے لئے دو نشانیاں ہیں جو تخلیق ارض و سماء سے لے کر آج تک وقوع میں نہیں آئیں۔ رمضان کی اول راتوں میں چاند گرہن اور اس کے نصف میں سے سورج گرہن اور یہ تخلیق ارض و سماء سے لے کر آج تک وقوع میں نہیں آئیں۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

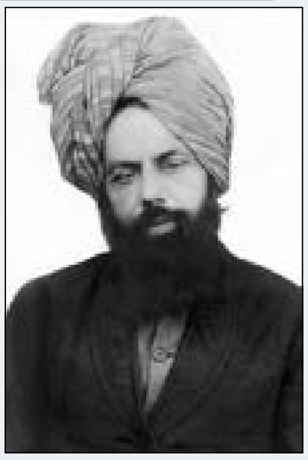

سورج اور چاند گرہن کا نشان

دارقطنی کی حدیث ہے کہ مہدی موعود کی یہ بھی نشانی ہے کہ خدا اس کے لئے اس کے زمانہ میں یہ نشان ظاہر کرے گا کہ چاند اپنی مقررہ راتوں میں سے (جو اس کے خسوف کے لئے خدا نے راتیں مقرر کر رکھی ہیں یعنی تیرہویں 13 چودہویں 14 پندرہویں 15 پہلی رات میں گرہن پذیر ہوگا اور سورج اپنے مقررہ دنوں میں سے جو اس کے کسوف کے لئے خدا نے دن مقرر کر رکھے ہیں یعنی (27، 28، 29) درمیانی دن میں کسوف پذیر ہوگا اور یہ دونوں خسوف کسوف رمضان میں ہوں گے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ مہدی کے وقت میں یہ دو مرتبہ واقع ہوں گے۔ چنانچہ یہ دونوں دو مرتبہ میرے زمانہ میں رمضان میں واقع ہو گئے۔ ایک مرتبہ ہمارے اس ملک میں دوسری مرتبہ امریکہ میں۔ اور ہمیں اس بات سے بحث نہیں کہ ان تاریخوں میں کسوف خسوف رمضان کے مہینہ میں ابتدائے دنیا سے آج تک کتنی مرتبہ واقع ہوا ہے۔ ہمارا مدعا صرف اس قدر ہے کہ جب سے نسل انسان دنیا میں آئی ہے نشان کے طور پر یہ خسوف کسوف صرف میرے زمانہ میں میرے لئے واقع ہوا ہے اور مجھ سے پہلے کسی کو یہ اتفاق نصیب نہیں ہوا کہ ایک طرف تو اس نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور دوسری طرف اس کے دعوے کے بعد رمضان کے مہینہ میں مقرر کردہ تاریخوں میں خسوف کسوف بھی واقع ہو گیا ہو اور اس نے اس کسوف خسوف کو اپنے لئے ایک نشان ٹھہرایا ہو۔ اور دارقطنی کی حدیث میں یہ تو کہیں نہیں ہے کہ پہلے کبھی کسوف خسوف نہیں ہوا۔ ہاں یہ تصریح سے الفاظ موجود ہیں کہ نشان کے طور پر یہ پہلے کبھی کسوف خسوف نہیں ہوا کیونکہ لَمْ تَکُوْنَا کا لفظ مؤنث کے صیغہ کے ساتھ دارقطنی میں ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ ایسا نشان کبھی ظہور میں نہیں آیا۔ اور اگر یہ مطلب ہوتا کہ کسوف خسوف پہلے کبھی ظہور میں نہیں آیا تو لفظ لَمْ یَکُوْنَا مذکر کے صیغہ سے چاہئے تھا نہ کہ لَمْ تَکُوْنَا کہ جو مؤنث کا صیغہ ہے جس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد اٰیَتَیْنِ ہے یعنی دو نشان کیونکہ یہ مؤنث کا صیغہ ہے۔ پس جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ پہلے بھی کئی دفعہ خسوف کسوف ہو چکا ہے اس کے ذمہ یہ بار ثبوت ہے کہ وہ ایسے مدعی مہدویت کا پتہ دے جس نے اس کسوف خسوف کو اپنے لئے نشان ٹھہرایا ہو اور یہ ثبوت یقینی اور قطعی چاہئے۔ اور یہ صرف اس صورت میں ہوگا کہ ایسے مدعی کی کوئی کتاب پیش کی جائے جس نے مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور نیز یہ لکھا ہو کہ خسوف کسوف جو رمضان میں دارقطنی کی مقرر کردہ تاریخوں کے موافق ہوا ہے وہ میری سچائی کا نشان ہے۔ غرض صرف خسوف کسوف خواہ ہزاروں مرتبہ ہوا ہو اس سے بحث نہیں۔ نشان کے طور پر ایک مدعی کے وقت صرف ایک دفعہ ہوا ہے اور حدیث نے ایک مدعی مہدویت کے وقت میں اپنے مضمون کا وقوع ظاہر کر کے اپنی صحت اور سچائی کو ثابت کر دیا۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 329 تا 330 حاشیہ)

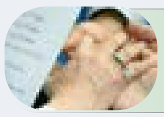

دربارِ خلافت

ہمیں اپنے جائزے بھی لینے ہوں گے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس جب یہ ہر احمدی کا فرض بھی ہے کہ اس پیغام کو پھیلائے تو پھر جیسا کہ مَیں اکثر کہتا رہتا ہوں کہ ہمیں اپنے جائزے بھی لینے ہوں گے کہ ہم جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں ہم میں سے کتنے ہیں جو چوبیس گھنٹے میں ایک مرتبہ یا ہفتے میں ایک مرتبہ یا مہینے میں ایک مرتبہ اس بات پر گہرا غور کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اگر ہم اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب سمجھتے ہیں تو پھر منسوب ہوتے ہوئے ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں؟ ان پر کبھی غور کیا کہ ہماری عبادتوں کے معیار کیا ہونے چاہئیں؟ ہمارے اخلاق کے معیار کیا ہونے چاہئیں؟ ہم جو یہ دعویٰ کرتے ہیں اور فخر سے بتاتے ہیں کہ ہمارے اندر خلافت علیٰ منہاجِ نبوت قائم ہے تو اُس کی مدد کرنے کے لئے ہم کیا کردار ادا کر رہے ہیں؟ پس یہ سوچنے کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رحم نے تو جوش مارا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے عظیم انسان اور آنحضرتؐ کے عاشقِ صادق کو ہماری اصلاح کے لئے بھیجا ہے اور ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائی ہے کہ ہم اُس کی بیعت کر لیں۔ لیکن کیا اس عظیم انسان کی بیعت کر لینا ہی کافی ہے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانہ بھی پہلے زمانے کی طرح بہتر اور مبارک ہے تو آپ کی اس سے مراد یہ تھی کہ مسیح محمدی کے ماننے والے اُس عظیم انقلاب کے لانے کا باعث بنیں گے جس کے لانے کے لئے مسیح موعود کو بھیجا گیا ہے۔ وہ اس تغیر کو زمانے میں لانے میں حصہ دار بنیں گے جس تغیر کے لانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا گیا تھا۔ وہ جنت دنیا میں پیدا کرنے کا ذریعہ بنیں گے جو آئندہ کی زندگی کی جنت کا وارث بنانے میں بھی مددگار ہوگی۔ پس آج ہر احمدی کا کام ہے کہ وہ انقلاب لانے میں اپنا کردار ادا کرے۔ زمانے میں ایک عظیم تغیر لانے میں اپنا کردار ادا کرے۔ دنیا کو جنت بنانے میں اپنا کردار ادا کرے۔ اور اس کے لئے ہمیں قرآنِ کریم کی طرف رجوع کرتے ہوئے اُس کے احکامات پر غور کرنا ہوگا اور جب ہم اپنی زندگیوں کو اُس طرح ڈھال لیں گے جس سے انقلاب پیدا ہوتے ہیں، جس سے تغیر پیدا ہوتے ہیں، جس سے دنیا بھی جنت بن جاتی ہے تو

بقیہ صفحہ 6 پر

تو اگر درمیاں نہیں ہوتا

تو اگر درمیاں نہیں ہوتا
عشق کا امتحاں نہیں ہوتا
تیرے قدموں کی خاک ہوتا میں
قالبِ جسم و جاں نہیں ہوتا
تجھ سے سب کچھ، جو تو نہیں ہوتا
کچھ بھی، اے میری جاں! نہیں ہوتا
جو کروں نذر۔ جسم، جان کہ دل
تیرے شایانِ شاں نہیں ہوتا
بات کرتا ہوں روبرو تجھ سے
جب کوئی درمیاں نہیں ہوتا
مسکرا تو رہا ہوں محفل میں
پر غمِ دل نہاں نہیں ہوتا
درد اگر دردِ عشق نے ہوتا
وجہِ تسکینِ جاں نہیں ہوتا
کوئی غم ہوتا نَے کوئی غمگیں
اک دلِ ناتواں نہیں ہوتا
وصل کی آرزو نہ ہو جس کو
ہجر اس پر گراں نہیں ہوتا
لفظ ہرچند آئینے ہیں، مگر
دل میں جو ہے عیاں نہیں ہوتا
چشم بھی بولتی ہے، چہرہ بھی
لفظ ہی ترجماں نہیں ہوتا

مئی 2008ء۔ دمشق

میر انجم پرویز۔ لندن

آج کی دعا

مَآ اَصَابَ مِنۡ مُّصِیۡبَۃٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰہِ ؕ وَمَنۡ یُّؤۡمِنۡۢ بِاللّٰہِ یَہۡدِ قَلۡبَہٗ ؕ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۱۲﴾

(التغابن: 12)

ترجمہ: کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر اللہ کے اِذن کے ساتھ۔ اور جو اللہ پر ایمان لائے وہ اُس کے دل کو ہدایت دیتا ہے اور اللہ دائماً ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

قرآنِ مجید کی اس مبارک آیت میں خدا تعالیٰ کے ہر چیز پر قادر ہونے ،اسکے عالم الغیب اور تمام قدرتوں میں کامل ہونے کا نہایت خوبصورت بیان کیا گیا ہے۔

ایک حدیث مبارکہ میں آنحضرت ﷺ سے مندرجہ ذیل دعا مروی ہے۔آپ ﷺ فرماتے ہیں:

بِسۡمِ اللّٰہِ الَّذِیۡ لَا یَضُرُّ مَعَ اسۡمِہٖ شَیۡءٌ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَالسَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ۔

(جامع ترمذی أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بَابُ مَا جَآءَ فِی الدُّعَآءِ إِذَا أَصْبَحَ وَإِذَا أَمْسٰی حدیث:3388)

ترجمہ: میں اللہ کے نام کے ساتھ دعا کرتا ہوں جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز زمین اور آسمان میں نقصان نہیں پہنچا سکتی ۔ اور وہ بہت سننے والا ہے اور جاننے والا ہے ۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’ایسا کوئی شخص نہیں ہے جو ہر روز صبح و شام کو بِسۡمِ اللّٰہِ الَّذِیۡ لَا یَضُرُّ مَعَ اسۡمِہٖ شَیۡءٌ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَالسَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ کی دعا تین بار پڑھے اور اسے کوئی چیز نقصان پہنچادے۔

حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے میرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار
ہاتھ میں تیرے ہے ہر خسران و نفع و عسر و یُسر
تو ہی کرتا ہے کسی کو بے نوا یا بختیار
جس کو چاہے تختِ شاہی پر بٹھا دیتا ہے تو
جس کو چاہے تخت سے نیچے گرا دے کر کے خوار
عزت و ذلت یہ تیرے حکم پر موقوف ہیں
تیرے فرماں سے خزاں آتی ہے اور بادِ بہار

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

ایک مومن اور انجام بخیر

مؤرخہ 29 جون 2021ء کے شمارہ کے لئے مکرمہ مریم رحمان نے ''آج کی دعا'' کے تحت جو دعا بھجوائی ہے۔ وہ دعاؤں کی کتب میں ''انجام بخیر کی دُعا'' کہلاتی ہے۔ حضرت بُسرؓ بن ارطاۃ نے آنحضور ﷺ کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سُنا:

اَللّٰھُمَّ اَحۡسِنۡ عَاقِبَتَنَا فِی الۡاُمُوۡرِ کُلِّھَا وَاَجِرۡنَا مِنۡ خِزۡیِ الدُّنۡیَا وَعَذَابِ الۡاٰخِرَۃِ

کہ اے اللہ! سب کاموں میں ہمارا انجام بخیر کر اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا۔

(مستدرک حاکم جلد 3 صفحہ 591)

جب خاکسار کی نظر 29 جون کے شمارہ میں اس دُعا پر پڑی تو خاکسار اپنے آپ کو زندگی کے اس دَور میں لے گیا جو گو ہمارے بچپنے کا دور تھا مگر اس دور میں صحابہؓ اور تابعین میں وہ جلیل القدر ہستیاں موجود تھیں جو علم و تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ یہ ہستیاں اپنے ساتھیوں کے ساتھ گفتگو میں اپنے انجام بخیر ہونے کے لئے ایک دوسرے کو دُعا کی درخواست کرتی دکھائی دیتی تھیں اور ہم گو بچے تھے مگر ہمارے کانوں میں اس دعا کی درخواست نے اپنی ایک جگہ بنالی تھی۔ اور 1990ء سے جب سے قادیان جلسہ سالانہ میں شمولیت کی سعادت حصّہ میں آنے لگی۔ تو وہاں ہر شخص سے علیک سلیک میں یہ فقرہ سننے کو ملتا رہا کہ ''میرے انجام بخیر کی دعا کریں۔'' بیسیوں درویشان سے اس شوق سے ملاقاتیں کیں کہ یہ وہ پیارے ہیں جنہوں نے اسلام اور احمدیت کی خاطر جان، مال اور وقت کی قربانی کی۔ اپنے عزیز و اقارب سے جدائیاں برداشت کیں۔ ان سے بھی انجام بخیر ہونے کی دُعا کی درخواست سنتے رہے۔ بالخصوص صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سے گفتگو کرنے کا موقع ملا۔ آپ نے ہمیشہ ہی اس دُعا کی درخواست کی کہ ''میرے خاتمہ بالخیر کے لئے دُعا ضرور کریں۔''

آج اس جیسی دُعا کی درخواست بہت کم سننے کو ملتی ہے۔ جبکہ اسلامی تعلیم اس جیسی دعاؤں سے بھری پڑی ہے۔ قرآن کریم میں درج دعاؤں کا جائزہ لیں یا آنحضور ﷺ کی دعاؤں کا مطالعہ کریں اور اس دور کے مامور حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ کی دعاؤں کو دیکھیں تو انجام بخیر اور خاتمہ بالخیر کی دعائیں کثرت سے ملتی ہیں یا بعض دُعاؤں سے عاقبت اچھی ہونے کا پہلو نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ بنی اسرائیل میں جہاں دن اور رات کی عبادتوں کا ذکر فرمایا ہے تو ساتھ ہی رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا (بنی اسرائیل:81) کہ رات دن میں داخلہ اوران میں عبادات کے نیک انجام کے لئے یہ دُعا کرنی چاہیے۔ جسے ہر کام کے نیک آغاز اور انجام کے لئے مجرب نسخہ کہا جاتا ہے۔ اسے دن کا آغاز کرنے، سال نو کے آغاز پر، رمضان کے آغاز پر پڑھنے کی تاکید ملتی ہے وہاں زندگی کے انجام بخیر کے لئے مجرب کہا گیا ہے۔

☆ حالت اسلام پر موت اور انجام بخیر کی دعا حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی تَوَفَّنِیۡ مُسۡلِمًا وَّاَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ۔ (یوسف:102) کے الفاظ میں بیان ہوئی ہے کہ اے میرے رب! مجھے اپنی کامل فرمانبرداری کی حالت میں وفات دینا اور صالحین کی جماعت کے ساتھ رکھنا۔ یہ دُعا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی الہام ہوئی۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 111)

☆ آنحضور ﷺ کی راتوں کی اللہ کے حضور مناجات اور دعاؤں کو دیکھیں تو بہت سی دعاؤں سے خاتمہ بالخیر کا عندیہ ملتا ہے۔ آنحضور ﷺ سے صبح شام کی دعائیں مروی ہیں اس میں رَبِّ اَسۡاَلُکَ خَیۡرَ مَافِیۡ ھٰذَا الۡیَوۡمِ وَخَیۡرَ مَابَعۡدَہٗ اور پھر اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ شَرِّ مَافِیۡ ھٰذَا الۡیَوۡمِ وَشَرِّ مَابَعۡدَہٗ میں دن کے خیر چاہنے اور دن کے شرور سے بچنے کے بعد ''بَعۡدَہٗ'' کے الفاظ غور طلب ہیں۔ ان الفاظ کی طوالت انسان کی آخری سانسوں تک جاتی ہے۔ جس میں آخری لحات میں بھی خیر چاہنے اور شرور سے بچنے کی دُعا کی گئی ہے۔ یہی الفاظ جب شام کی دُعا کرتے وقت ''اَللَّیۡلَۃِ'' کے بعد ''بَعۡدَھَا'' کے الفاظ میں انجام بخیر اور شر سے بچنے کی دُعا سکھلائی گئی ہے۔ اسی لئے تو ہم بزرگوں سے یہ دُعا سنتے آئے ہیں کہ اے اللہ! چلتے پھرتے، صحت کی حالت میں اپنی طرف بلا لینا۔ کسی کے لیے بوجھ نہ بنانا اور نہ کسی تکلیف دہ بیماری میں مبتلا کرنا۔

☆ ایک دفعہ اعلیٰ روحانی مدارج کے حصول کی دُعا جو حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے میں بھی خواتمہ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتے ہیں میرے ایمان کو صاف کر، میرے درجے بلند کر، میری نماز قبول کر، میرے گناہ بخش دے اور میں تجھ سے جنت میں بلند درجات کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے ہر قسم کی خیر کے آغاز اور انجام اور جامع کلمات اور اس کے اول و آخر اور ظاہر و باطن اور جنت کے بلند درجات کا طلبگار ہوں۔

(مستدرک حاکم جلد اول صفحہ 520)

حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں

خاتمہ بالخیر کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور دعائیں بھی ملتی ہیں۔ آپؑ نے اپنے ایک منظوم کلام میں اپنی جسمانی اولاد کے حوالے سے بیان فرمایا:

یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آوے وقت میری واپسی کا

اولاد کا نیک اور خادم دین ہونا بھی ایک طور پر خاتمہ بالخیر ہے۔ انبیاء کی ایک اولاد روحانی اولاد بھی ہے۔ جو نیک نامی کا موجب ہوتی ہے۔ یہ مضمون سورۃ الکوثر میں بیان ہوا ہے جب کفار اور مشرکین نے آنحضور ﷺ پر نرینہ اولاد نہ ہونے کا الزام لگایا تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں سورۃ الکوثر نازل فرما کر یہ بتلا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو روحانی اولاد عطا کی ہے وہ دراصل الکوثر ہے۔ اس انعام پر اللہ کی عبادت کرنے اور قربانی کرنے کا حکم ہے اگر ایسا ہوگا تو دشمن ابتر ٹھہرے گا۔ یہی وجہ ہے آج مسلمانوں میں صحابہؓ کے نام زندہ ہیں جبکہ دشمن اسلام خائب و خاسر ٹھہرا۔

☆ پھر آپؑ نے جماعت احمدیہ کی ترقی کے لئے ایک دُعا یوں تحریر فرمائی:

''میں تو بہت دعا کرتا ہوں کہ میری جماعت ان لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور نماز پر قائم رہتے ہیں اور رات کو اُٹھ کر زمین پر گرتے ہیں اور روتے ہیں اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہیں ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ میری دعائیں خدا تعالیٰ قبول کرے گا اور مجھے دکھائے گا کہ اپنے پیچھے ایسے لوگوں کو چھوڑتا ہوں۔''

(تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ 61)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک شخص کے نام ایک مکتوب میں جو دُعا عربی زبان میں لکھ کر دی۔ اس میں تَوَفَّنَا فِیۡ اُمَّۃٍ اور فَاکۡتُبۡنَا فِیۡ عِبَادِکَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ۔ (مکتوبات احمدیہ جلد1 صفحہ 108) کہ ہمیں امتی ہونے کی حالت میں موت دے اور ہمیں اپنے مومن بندوں میں لکھ لے۔ پھر آپؑ کے یہ الفاظ ''اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ اور اپنی ہی محبت میں مجھے مار اور اپنے ہی کامل محبین میں اُٹھا'' (مکتوب احمدیہ جلد پنجم حصہ پنجم صفحہ 18) بھی اس مضمون کی تائید کرتے ہیں۔

پس اوپر بیان شدہ تعلیم کے مطابق ہم میں سے ہر ایک کو اوّل اپنے اعمال کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ روزانہ کی بنیاد پر اپنا محاسبہ کریں اور اعمال میں سدھار اور بہتری لائیں۔ اپنی عاقبت سنوارنے کے لئے دعائیں بھی کریں جن کا کچھ حصہ اوپر بیان ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ دعا بھی ملحوظ خاطر رہے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کے حق میں یہ دعا قبول فرمائے۔

ایک دفعہ کچھ صحابہؓ نے رسول کریم ﷺ سے عرض کی کہ آپؐ نے ڈھیر ساری دعائیں کی ہیں جو ہمیں یاد بھی نہیں رہتیں آپؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک جامع دعا سکھاتا ہوں تم یہ یاد کرو۔ اس کا اردو ترجمہ یہ ہے۔

''اے اللہ! ہم تجھ سے وہ تمام خیر و بھلائی مانگتے ہیں جو تیرے نبی محمدؐ نے تجھ سے مانگی اور ہم تجھ سے اُن باتوں سے پناہ چاہتے ہیں جن سے تیرے نبی محمدؐ نے پناہ چاہی۔ تو ہی ہے جس سے مدد چاہی جاتی ہے۔ پس تیرے تک دُعا کا پہنچانا لازم ہے اور کوئی طاقت یا قوت حاصل نہیں مگر اللہ کو۔''

(ترمذی کتاب الدعوات)

(ابوسعید)

مترجم: ابو سلطان

سورتوں کا تعارف

سورۃ البلد (90 ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 21 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن (حضرت ملک غلام فرید صاحب) ایڈیشن 2003ء

وقت نزول اور سیاق و سباق

یہ سورۃ ابتدائی مکی دور میں نازل ہونے والی سورتوں میں سے ہے۔ عیسائی محققین کے مطابق یہ نبوت کے پہلے سال میں نازل ہوئی تھی۔ اگر اتنے ابتدائی دور میں نازل نہ بھی ہوئی ہو تو نبوت کے تیسرے سال کے اختتام پر یا چوتھے سال سے قبل نازل ہوئی۔ سورۃ الفجر میں آپ ﷺ کو اپنی نبوت کے ابتدائی تین سالوں میں جس طنز، استہزاء اور طعن و تشنیع کا اور جس مسلسل اور باقاعدہ مخالفت اور ظلم و تعدی کا سامنا ہوا تھا کا ذکر کیا گیا تھا اور یہ بھی بتایا گیا تھا کہ یہ ظلم ابھی مزید دس سال اور چلے گا جس کی طرف دس راتوں میں اشارہ کیا گیا ہے۔

موجودہ سورۃ میں آپ ﷺ کو بتایا گیا ہے کہ مکہ کی بستی میں ہی جو آپ ﷺ کا آبائی وطن ہے اور اپنے عزیز و اقارب اور پیروکاروں کی بستی ہے، آپ ﷺ کو ظلم و تعدی کا نشانہ بنایا جائے گا۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ صدیوں قبل، الٰہی حکم کے تابع ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے نیک بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے مکہ کے مقدس شہر کی بناء رکھی تھی ان دعاؤں کے ساتھ کہ یہ جگہ روشنی کا ایک ایسا مرکز بن جائے جہاں سے ساری دنیا منور ہو۔ دونوں بزرگ باپ اور بیٹا نے خدائی احکامات کی تکمیل میں بہت مشقت اور تکلیف اٹھائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں قبول ہوئیں اور آپ ﷺ عین وقت کی ضرورت کے مطابق مبعوث ہوئے اور ساری دنیا کو قرآن کریم جیسی کامل کتاب سے نوازا گیا۔

اس سورۃ میں مزید بتایا گیا ہے کہ انسان آسان راستہ اپناتا ہے اور اس راستے پر چڑھنے سے کتراتا ہے جو اس کے بلند اہداف کے حصول کی طرف لے جاتا ہے۔ اس سورۃ کا اختتام اس بیان پر ہوا ہے کہ جو لوگ اپنے سامنے بڑے خیالات رکھتے ہیں اور انہیں حاصل کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں انہیں اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہوجاتی ہے جبکہ وہ جن کے پاس کوئی اچھے خیالات نہیں ہوتے اور اچھے مقاصد کے لئے کوئی قربانی نہیں کرتے وہ قابلِ مذمت ہو کر ناکامی اور بے چینی کی زندگی گزارتے ہیں۔

سورۃ الشّمس (91 ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 16 آیات ہیں)

وقت نزول اور سیاق و سباق

یہ سورۃ متفقہ رائے کے مطابق ابتدائی مکی دور کی ہے۔ بعض علماء کے نزدیک یہ سورۃ نبوت کے پہلے سال میں نازل ہوئی جبکہ بعض کے نزدیک دوسرے یا تیسرے سال میں نازل ہوئی۔ سورۃ نمبر 89 تا 93 یعنی سورۃ الفجر، سورۃ البلد، سورۃ الشّمس، سورۃ اللیل اور سورۃ الضحیٰ کے مضامین میں بہت مشابہت پائی جاتی ہے۔ ان سب سورتوں میں اخلاقیات کی ترویج پر بہت زور دیا گیا ہے خاص طور پر ایسے اخلاق جو کسی معاشرے کی ترقی اور کامیابی کے لئے بے حد ضروری ہیں۔

مسلمانوں کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ ایسا ماحول تیار کریں کہ غریبوں کے معیار اور مقام کو بلند کیا جا سکے جو کہ مسلمان معاشرے کا دبا ہوا اور کمزور طبقہ ہے اور انہیں اس قابل بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ معاشرے کی سرگرمیوں میں باقاعدہ حصہ لے سکیں۔ سابقہ سورۃ میں ایک اشارہ دیا گیا تھا کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے کس عظیم مقصد کی خاطر خانہ کعبہ کو تعمیر کیا تھا۔ اس مقصد کا بیان سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 130 میں ہے۔ اس عظیم الشان نبی یعنی حضرت محمد ﷺ اور آپ کے اخلاق فاضلہ کے متعلق موجودہ سورۃ روشنی ڈالتی ہے۔ اپنے اختتام پر یہ سورۃ بتاتی ہے کہ اچھے اخلاق کو ہر کوئی اپنا سکتا ہے جو بدی سے بچے اور نیکی کی راہ اختیار کرے۔ اس سورۃ کا اختتام اس بیان پر ہوا ہے کہ جو لوگ خدائی قوانین کی تردید کرتے ہیں اور بدی کی راہ اختیار کرتے ہیں وہ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی تباہی کا سامان کرتے ہیں۔

سورۃ اللیل (92 ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 22 آیات ہیں)

وقت نزول اور سیاق و سباق

مستند مسلم علماء جن میں حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن زبیرؓ شامل ہیں کا یہ مؤقف ہے کہ یہ سورۃ نہایت ابتدائی مکی دور کی ہے۔ ولیم میور نے بھی ان کی رائے کی تائید کی ہے۔ اس سورۃ کی اپنی سابقہ سورتوں سے خوب مشابہت ہے، خاص طور پر الفجر اور البلد سے۔ سابقہ سورۃ، الشّمس میں یہ اشارہ دیا گیا تھا کہ تعمیر کعبہ کا بنیادی مقصد، جو سورۃ البلد کا بھی مرکزی مضمون تھا، کا حصول بغیر ایک الٰہی پیغمبر کی بعثت کے ممکن نہ تھا۔

موجودہ سورۃ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب ایک عظیم معلمِ اخلاق جیسا کہ آپ ﷺ ہیں کو ایسے عظیم الشان پیروکار بطور صحابہ میسر آتے ہیں تو حق کی ترقی کی رفتار دوگنا ہو جاتی ہے۔ اس سورۃ میں آپ ﷺ کے صحابہ کی چند اعلیٰ اخلاقی خوبیوں کا ذکر بھی ہے۔ دوسری طرف دو ایسی بدیوں کا بھی ذکر ہے جو ایک قوم کی نیکیوں کو ضائع کر دینے کا سبب بنتی ہیں۔

سورۃ الضحیٰ (93 ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 12 آیات ہیں)

وقت نزول اور سیاق و سباق

ابتدائی دو یا تین سورتوں کے نزول کے بعد کچھ دیر تک آپ ﷺ پر وحی کا نزول نہیں ہوا (جس کو فترۃ الوحی کہتے ہیں)۔ موجودہ سورۃ ان سورتوں میں سے ہے جو وحی کے دوبارہ اجرا پر سب سے پہلے نازل ہوئی۔ اس لئے اس سورۃ کو نہایت ابتدائی دور کی سمجھنا چاہیئے۔ نوڈلکے نے اس سورۃ کو سورۃ البلد کے بعد رکھا ہے اور میور نے اس سورۃ کو سورۃ الانشراح کے بعد رکھا ہے، زمانی ترتیب کے اعتبار سے اس سورۃ میں ایک عظیم الشان پیشگوئی کی گئی ہے کہ آپ ﷺ کا آنے والا ہر لمحہ گزشتہ لمحہ سے بہتر ثابت ہوگا اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک آپ ﷺ کے آنے کا مقصد پورا نہیں ہو جاتا۔ یہ پیشگوئی آپ ﷺ کی پے در پے فتوحات سے خوب اچھی طرح پوری ہوئی۔ مضمون کے اعتبار سے یہ سورۃ سابقہ چند سورتوں سے ملتی جلتی ہے۔ سابقہ سورتوں کی طرح یہ عربوں کی چند برائیوں کا ذکر کرتی ہے جس کے وہ عادی تھے، یہ فرق ضرور ہے کہ موجودہ سورۃ میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کا اپنا مال و دولت کے درست اور بجا استعمال کا ذکر ہے جبکہ سابقہ سورۃ میں مومنوں اور کفار کے درمیان مابہ الامتیاز یوں بیان کیا گیا تھا کہ مومن اپنے مالوں سے یتیموں اور ناداروں کا خیال رکھتے ہیں۔ مزید براں سابقہ سورۃ میں یہ بتایا گیا تھا کہ حقیقی متقی اپنی دولت خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، موجودہ سورۃ میں خدا کی ان نعماء کا ذکر ہے جو وہ اپنے چنیدہ بندوں پر کرتا ہے اور خاص طور پر آپ ﷺ کا ذکر کیا گیا ہے۔ یوں موجودہ سورۃ اپنی سابقہ سورۃ کے مضمون کا ہی تسلسل ہے۔

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

کی پیشگوئی (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی تھی) کے بارے میں آپ کے اقتباسات پیش کروں یا ایک آدھ اقتباس پیش کروں۔ اور اسی طرح صحابہ کے چند واقعات بھی جنہوں نے اس گرہن کو دیکھ کر سلسلے میں شمولیت اختیار کی اور اپنے ایمان کو صیقل کیا۔

اس کے بعد اب میں بعض صحابہ کے واقعات بیان کرتا ہوں۔ حضرت غلام محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خاکسار کے گاؤں میں پہلے پہل ایک صاحب مولوی بدرالدین صاحب نامی تھے۔ ان دنوں میں فدوی کی عمر قریباً پندرہ برس کی ہو گی۔ بندہ مولوی بدرالدین صاحب کے گھر کے سامنے ان کے ہمراہ کھڑا تھا کہ دن میں سورج کو گرہن لگا اور مولوی صاحب نے فرمایا: سُبْحَانَ اللّٰہِ! مہدی صاحب کے علامات ظہور میں آ گئے اور ان کی آمد کا وقت آ پہنچا۔ بعد کچھ عرصہ گزرنے کے مولوی صاحب احمدی ہو گئے۔ مولوی صاحب بہت ہی مخلص اور نیک فطرت اور پُر اخلاص تھے۔ انہوں نے اپنے والدین اور بیوی کو ایک سال کی کوشش کر کے احمدی کیا۔

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ، جلد 6 صفحہ 305، 306 روایت حضرت غلام محمد صاحبؓ والد علی بخش صاحب سکنہ قادر آباد ضلع امرتسر)

پھر حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کے دادا قاضی مولا بخش صاحب تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر کے معروف اہلحدیث خطیب تھے۔ جب نشان کسوف وخسوف ظاہر ہوا تو انہوں نے ایک خطبے میں رمضان المبارک کی تیرہ اور اٹھائیس تاریخ کو بالترتیب چاند گرہن اور پھر سورج گرہن کا تفصیل کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے واضح کیا کہ یہ امام مہدی کے ظہور کا نشان ہے۔ اب ہمیں انتظار کرنا چاہئے کہ امام موعود کب اور کہاں سے ظاہر ہوتا ہے؟ اس خطبے کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ چنانچہ محترم قاضی صاحب کو (یعنی قاضی مولا بخش صاحب کو جو مولانا ابو العطاء جالندھری کے دادا تھے) اگرچہ خود قبول کرنے کی صورت پیدا نہ ہوئی مگر ان کے بڑے بیٹے یعنی مولانا ابوالعطاء صاحب کے والد حضرت میاں امام الدین صاحب کو مدعی کا علم ہوا اور کچھ مطالعہ اور غور وفکر کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق اور بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

(ماخوذ از ماہنامہ الفرقان اکتوبر 1967 صفحہ 43۔ بحوالہ ماہنامہ انصاراللہ ربوہ مئی 1994ء صفحہ 84)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20 مارچ 2015 ۔بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

غلام مصباح بلوچ۔ کینیڈا

تعارف صحابہ کرامؓ

حضرت منشی نور محمد صاحب رضی اللہ عنہ۔ کوئٹہ

حضرت منشی نور محمد صاحب رضی اللہ عنہ ولد منشی فتح محمد صاحب پنشنر تحصیلدار موضع جلہن ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ اپنی ملازمت کے سلسلے میں گلگت، قلات وغیرہ مختلف جگہوں پر رہے جس کے بعد قادیان آگئے اور نظارت بیت المال قادیان میں خدمات بجالاتے رہے۔ آپ نے 1901ء میں قادیان حاضر ہو کر حضرت اقدس علیہ السلام کی بیعت کا شرف پالیا تھا لیکن بیعت کی توفیق 6/ جنوری 1906ء کو پائی۔ بیعت کرنے پر اوروں کے علاوہ اپنے والد صاحب کی سختیاں برداشت کیں لیکن احمدیت پر مضبوطی سے قائم رہے اور والد صاحب سے حسن سلوک میں بھی فرق نہ آنے دیا۔ آپ قبول احمدیت کے متعلق بیان کرتے ہیں:

’’میں 4/ جون 1901ء میں پولیٹیکل ایڈوائزر قلات کے دفتر میں بمقام کوئٹہ ملازم تھا۔ وہاں قاضی نظیر حسین صاحب سرشتہ دار تھے ان کے ہمراہ میں 22/ دسمبر 1901ء کو دارالامان میں آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس روز الہام ہوا تھا کہ قدیمان خود را بیفزا قدر اور یہ الہام ہر احمدی کی زبان پر جاری تھا۔ میری عمر اس وقت 20 سال کی تھی اور اس وقت سے حضرت مفتی محمد صادق صاحب میرے واقف ہیں میں چونکہ اس وقت مخالفت سے ڈرتا تھا اور یہ بھی خیال تھا میری شادی میں روک واقع ہو جاوے گی اس لئے بغیر بیعت کئے واپس چلا گیا۔ سال 1905ء کے جلسہ پر پھر میں مع اپنی بیوی مسماۃ اللہ بی بی اور اپنی ہمشیرہ مسماۃ نور بی بی کے حاضر ہوا۔ بٹالہ سے جب روانہ ہوئے تو گڈوں پر سامان اور عورتوں کو سوار کیا اور خود پیدل روانہ ہوئے۔ اس وقت قدرت خدا کی ہمارے تین دوست (1) چوہدری کریم بخش صاحب نمبردار رائے پور ریاست نابھ خسر مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری پٹیالہ کے اور ایک (2) مولوی عبدالعزیز صاحب سکنہ پٹیالہ ریاست پٹیالہ خسر ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب ضلع جالندھر کے تھے۔ (3) سراج الحق صاحب سکنہ پٹیالہ ریاست پٹیالہ (4) مولوی عمرالدین صاحب سکنہ صریح ضلع جالندھر جو ہمارے خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امور و خارجہ کے والد ہیں۔ رات کے 2:30 بجے دارالامان پہنچے۔ جلسہ پر صرف تقریر حضرت اقدس وحضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقاریر ہوئیں۔ اس موقع پر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بھائی بھائی میں فرق ہو گا مگر احمدی احمدی میں کوئی فرق نہیں۔ 6/ جنوری 1906ء کو گول کمرہ میں بیعت سے مشرف ہوا۔ میری بیوی اور ہمشیرہ کے لئے حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے ایک چھوٹا سا کمرہ علیحدہ جس کا ایک دروازہ اندر کی طرف اور دوسرا دروازہ باہر گلی کی طرف جہاں اب حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد کا مکان ہے کھلتا تھا۔ ہماری رہائش کا انتظام کیا۔ ڈاکٹر حکیم احمد حسین صاحب لائل پوری کو متعلق نگرانی وضروریات مہیا کرنے کے لئے کہہ دیا گیا تھا۔ 7/

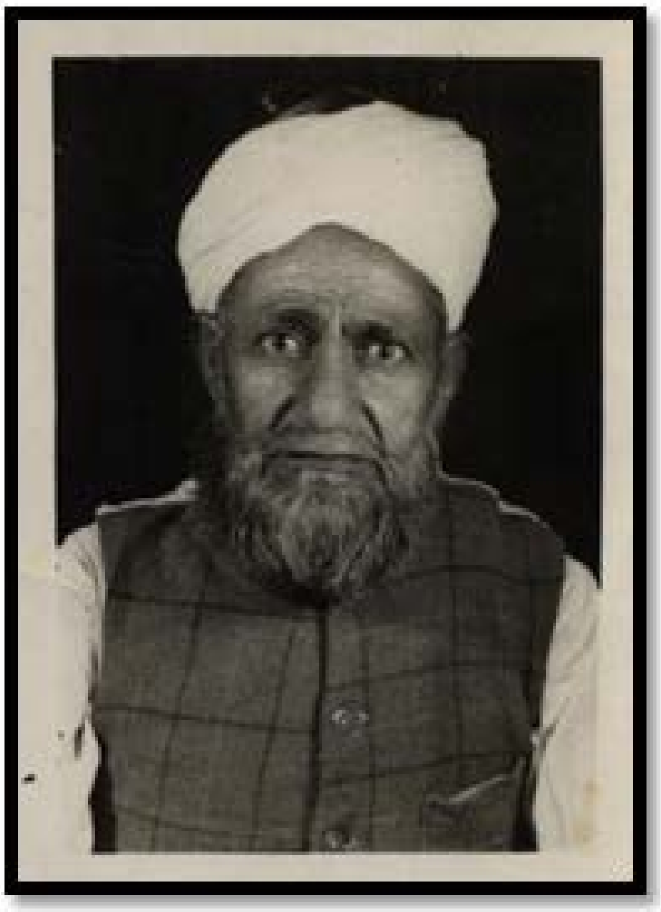

حضرت منشی نور محمد صاحب رضی اللہ عنہ۔ کوئٹہ

جنوری 1906ء کو مع عیال خود واپس بلوچستان چلا گیا۔ وہاں پہنچ کر جب میرے استاد مولوی محمد صاحب امام مسجد اہل حدیث نے سنا تو مجھ کو طلب کیا اور کہا کہ مرزا صاحب کتابوں میں تو اچھا لکھتے ہیں مگر در پردہ تلقین کچھ اور کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس کے حضور عرض کیا گیا تو حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی قلم سے جواب ملا کہ ہماری تلقین دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے اور نبی کریم ﷺ کے قول اور فعل پر کمی یا زیادتی کرنے والا لعنتی ہے۔ یہ جواب جب مولوی صاحب کو دکھایا گیا تو اس نے صرف یہ کہا کہ ثناء تم کو بھی کوئی الہام ہوا ہے یا نہیں۔ میں نے کہا کہ ہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اخبار میں یہ پڑھ کر کہ لوگوں کو ہمارے متعلق خدا سے پوچھنا چاہئے تو میں نے دعا کی تھی اور مجھے الہام ہوا تھا کہ صادق ہے قبول کر لو۔ تو اس نے یہ سن کر کہا کہ بس اس الہام پر ایمان لے آئے مگر الہام تو شیطانی بھی ہوتا ہے اور روحانی بھی۔ اگر الہام ہی پر بیعت کی بنا ہے تو پھر بہتوں کو الہام ہوا ہے کہ مرزا جھوٹا ہے۔ میں نے یہ بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لکھ دیا۔ تو جواب ملا کہ ملہم کو اپنی حالت پر غور کرنا چاہئے کہ وہ شیطان کے پھندے میں گرفتار ہے یا رحمٰن کے فضل کا جاذب بن رہا ہے۔ اگر وہ خبیث ہے تو اس کا الہام بھی ایسا ہی ہو گا اور یہ کہ ہمارا تو یہ دعویٰ ہے کہ ہمارے ساتھ لگنے والا اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ اس کے بعد میں جدھر جاتا، بازار میں چلتا بلکہ دفتر کے اندر باہر مجھے چڑانے کے لئے لوگ آوازے کستے اور چپڑاسی کو کہتے کہ جاؤ حقہ موعود لے آؤ اور یہ کہ بلی موعود کو مارو۔ کاغذ موعود لے آؤ وغیرہ وغیرہ۔ میری اس وقت کی دعائیں یہ ہوتی تھیں کہ اے مولیٰ کریم حضرت مسیح موعود طفیل میری فلانی دعا قبول فرما اور ہر اتوار کو حضرت اقدس کے حضور عریضہ لکھ دیا کرتا۔ چنانچہ ایک دعا میری یہ تھی کہ بہ طفیل حضرت صاحب کوئٹہ سے ترقی پر میری تبدیلی فرما کیونکہ میرا افسر خان بہادر محمد جلال الدین سی آئی ای پولیٹیکل ایڈوائزر قلات تھا اور وہ بھی احمدیت کا سخت مخالف تھا۔ تین روز نہ گزرے تھے کہ میں مستوفی صاحب لاہڑی کا سرشتہ دار ہو کر تبدیل کیا گیا۔ وہاں پہنچتے ہی جب میں نے دیکھا کہ میں تنہا ہوں تو حضرت صاحب کے حضور روزانہ دعا کے لئے ایک کارڈ لکھنا شروع کیا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے وہاں 12 آدمی ایک سال کے اندر اندر احمدی بنائے اور اس کثرت سے مجھ پر الہامات کا دروازہ کھلا کہ کوئی رات نہ جاتی تھی کہ کوئی نہ کوئی الہام نہ ہوتا۔ چنانچہ ایک شادی خاں نامی قصاب تھا اس کو میاں گل صاحب کھڑ پار کے رہنے والا تھا اور تمام سرداران بلوچ اس کے مرید تھے وہ میرے پاس آیا اور سمجھایا اور جواب سن کر اس نے حکم دیا کہ شادی خاں کا گوشت پھینک دو۔ جو احمدی ہے اس کو مارو۔ چنانچہ وحشی مسلمانوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے سر سے خون بہہ رہا تھا اور مقدمہ ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر سبی بلوچستان کے حضور داد رسی کی درخواست دی گئی تو مقدمہ دائر کرنے کے بعد مجھ کو الہام ہوا کہ شادی خاں کا مکان بچایا جاوے گا۔ میں نے سب دوستوں کو اس سے اطلاع دی کہ سب مع بال بچوں کے جو تعداد میں 36 کس تھے سب شادی خاں کے مکان میں چلے جاؤ۔ چنانچہ سب چلے گئے۔ نتیجہ کا انتظار تھا کہ شادی خاں نے آدھی رات کے وقت کہا کہ میں ایک بڑے دربار میں طلب کیا گیا وہاں ایک شخص بڑی شان و شوکت سے خیمہ لگائے تخت پر بیٹھا ہے اس کے ارد گرد اس امت کے اولیاء بیٹھے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام دروازہ پر کھڑے میرا انتظار کر رہے ہیں۔ میں نے جب پوچھا تو اس وقت میرے سر سے خون بہہ رہا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک ہاتھ میری ٹھوڑی پر اور دوسرے سے سر کو پکڑ کر اس تخت کے پاس لے گئے اور عرض کی کہ جب میرے مریدوں کا یہ حال ہو تو میں کیا کروں تخت والے نے آواز دی کہ کوئی ہے۔ ایک بڑا جرنیل کہ تمغے اس کے لگے ہوئے ہیں حاضر ہوا۔ اس کو حکم ہوا کہ شادی خاں کے ساتھ جاؤ۔ چنانچہ میں آگے ہوں میرے پیچھے جرنیل اور اس کے پیچھے فوج ہے۔ اس شہر میں داخل ہو گئی ہے اب میں مقدمہ کرنا نہیں چاہتا۔ میرا بدلہ خدا خود لے گا۔ چنانچہ اس کے بعد پانی کا طوفان عظیم آیا ہے اور شہر کے بیرونی حصہ کو غرق کر دیا۔ صرف شادی خاں کا مکان بچ گیا۔ اس وقت وہاں کے ساہوکاروں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور دعا کے لئے عریضے بھیجے اور اس میں جماعت کی بے کسی اور مسلمانوں کے مظالم کی شکایت کی۔ اس کے جواب میں حضور کا یہ آخری پیغام مجھے پہنچا کہ مومن کے ساتھ خدا ہوتا ہے اور صبر کی تلقین کی۔ اس کے بعد حضرت اقدس کا وصال ہو گیا اور اس وقت کے مناسب حال پھر مجھے الہام ہوا کہ چار روز انتظار کرو۔ مگر میرا یہ خط اس وقت پہنچا جب حضرت صاحب رخصت ہو چکے تھے اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تھے۔

نوٹ:۔حضرت اقدس کے وصال کے ایک سال بعد سرداران بلوچستان کے پیر کی درخواست پر کہ نور محمد سررشتہ دار کو فوراً یہاں سے نکال دیا جاوے۔ ورنہ وہ قتل کیا جاوے گا مجکو بلوچستان سے نکالا گیا اور سرٹیفکیٹ دیا گیا اس میں لکھا ہے کہ اس کا چال چلن اچھا تھا مگر احمدی ہونے کی وجہ سے ملازمت سے علیحدہ کیا گیا۔ انگریزی الفاظ یہ تھے:

His Conduct was good but his services were dispensed as he was from the Qadiani sect

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 5 صفحہ 72، 73۔ رجسٹر روایات صحابہ نمبر 7 صفحہ 433 تا 435)

آپ کے والد صاحب محترم منشی فتح محمد صاحب سابق تحصیلدار مستونگ بلوچستان ریٹائرمنٹ کے بعد موضع موچی پورہ ڈاکخانہ کہروڑ پکا ضلع ملتان میں مقیم تھے چنانچہ انہوں نے بھی بالآخر 11/ نومبر 1921ء کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی توفیق پائی۔ بیعت کے بعد حضورؓ نے حضرت منشی نور محمد صاحبؓ سے دریافت فرمایا: ’’آپ نے تو کوئٹہ میں بیعت کی تھی۔ منشی صاحب نے عرض کیا میں نے 1906ء میں کوئٹہ میں ہی بیعت کی تھی۔ تحصیلدار صاحب نے عرض کیا کہ جب انہوں نے بیعت کی تھی، اُس وقت ان کے داڑھی بھی نہیں آئی تھی۔ اس وقت اور لوگوں کی مخالفت اور میری شدید سختی کے باوجود یہ ذرا پیچھے نہیں ہٹے، میں خیال کرتا ہوں کہ اس طرح سختیوں کو برداشت کر کے قائم رہنے والا کوئی ہی ہوگا اور کہا کہ یہ میری سعادت اور خوش قسمتی ہے کہ میں اس سلسلہ میں آج داخل ہوا اور میں اپنے اس لڑکے سے ان سختیوں کی معافی مانگتا ہوں جو میں نے اُس وقت کی تھیں جب اس نے بیعت کی تھی۔‘‘

(الفضل یکم دسمبر 1921ء صفحہ 6)

1909ء میں جبکہ آپ بلوچستان کے علاقے بھاگ میں متعین تھے، زلزلہ آیا، زلزلہ کے متعلق آپ کا خط محررہ 23/ اکتوبر 1909ء اخبار بدر 4/ نومبر 1909ء صفحہ 2 پر شائع شدہ ہے جس کے آخر پر آپ کا نام ’’خادم بندہ نور محمد سررشتہ دار متوفی صاحب بہادر لاہڑی براستہ بیل پٹ بلوچستان‘‘ درج ہے۔ کچھ دنوں بعد پھر آپ نے ایک خط حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خدمت میں لکھا جس میں زلزلہ کے حالات درج کرتے ہوئے لکھا:

’’..... کمترین کا خیال تھا کہ شاید لوگ اپنی کچھ اصلاح کریں مگر وہ مخالفت میں اور بڑھ گئے ہیں۔ اب میری تبدیلی کی نسبت رعایا نے چند معاندین کی ترغیب سے حکام کو درخواست دی ہے ..... میرے افسر نے مگر بہت انصاف سے کام لیا ہے اور رپورٹ کی ہے کہ نور محمد جیسا دیانتدار اور غریب مزاج میں نے اپنی تمام سروس میں نہیں دیکھا.....‘‘

(بدر 23/ دسمبر 1909ء صفحہ 2)

اصحاب احمد جلد سوم میں بھی زلزلہ کے حوالے سے آپ کا ذکر بیان ہوا ہے۔

خلافت اولیٰ کے زمانے میں ہی آپ حضور انور کی اجازت سے قادیان آگئے اور نظارت بیت المال میں لمبا عرصہ بطور ہیڈ کلرک خدمت کی توفیق پائی۔ قادیان میں آپ کی رہائش محلہ دار الفتوح میں تھی۔ پاکستان بننے کے بعد پھر کوئٹہ چلے گئے اور گورنر بلوچستان کے دفتر میں لائبریرین لگ گئے۔ آپ نے 24/ اگست 1961ء کو کوئٹہ میں وفات پائی اور بوجہ موصی (وصیت نمبر 323) ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ آپ کی بھانجی محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ (وفات: 8/ نومبر 2003ء) اہلیہ محترم مسعود احمد خورشید سنوری صاحب آپ کے متعلق ایک مضمون میں لکھتی ہیں:

’’حضرت ماموں جان قصبہ گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے.... آپ نے میٹرک تک تعلیم پائی اور منشی فاضل کیا۔ آپ کو فارسی کے علاوہ عربی پر بھی عبور حاصل تھا۔ آپ نے گلگت جاکر وہاں ملازمت کی اور محترم حضرت خان بہادر غلام محمد صاحب کے ماتحت ملازم ہوئے..... آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی اور آپ کو یتیموں اور بیواؤں کی خدمت کا بڑا شوق تھا اور ہمیشہ یتیموں کی پرورش کر کے خوشی محسوس کرتے تھے.... آپ نے اولاد کی خاطر یکے بعد دیگرے تین شادیاں کیں مگر ہم نے دیکھا کہ انصاف آپ پر ختم تھا۔ میں اور میرا بھائی عبدالحیٰ بھی والدین کے فوت ہونے پر آپ کے پاس رہتے تھے، خدا جانتا ہے کہ آپ نے ہمیں کبھی محسوس نہیں ہونے دیا کہ ہمارے والدین نہیں ہیں۔ ہم دونوں بہن بھائی کی شادیاں بھی آپ نے کیں.... آپ نماز روزے کے بہت پابند تھے، وقت پر نماز ادا کرتے اور تہجد بہت پابندی سے اور خاموشی سے ادا کرتے....‘‘

آپ کی اہلیہ محترمہ اللہ بی بی صاحبہ اور محترمہ اختر النساء صاحبہ (وفات: یکم جون 1978ء) بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔

(نوٹ: آپ کی تصویر محترم منیر احمد صاحب بریمپٹن، ٹورانٹو نے مہیا کی ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ)

بقیہ: دربارِ خلافت..... از صفحہ 2

ان شاء اللہ تعالیٰ دنیا ہمارے پیچھے آئے گی اور ضرور آئے گی۔ آج ہم کمزور ہیں، بظاہر دنیا کی نظر میں ہماری کوئی حیثیت نہیں، ہر جگہ ہم ظلموں کا نشانہ بن رہے ہیں لیکن جب ہم اپنی بیعت کی حقیقت کو جانتے ہوئے ایک نئے عزم کے ساتھ اُٹھیں گے تو اگر ان لوگوں کو توفیق نہ ملی تو ان کی نسلیں ضرور ایک دن مسیح محمدی کے غلاموں میں شامل ہونا اپنا فخر سمجھیں گی۔ پس اپنے قول و فعل کو اپنی بیعت کا حق دار بنانے کی ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے۔ ان مغربی ممالک میں دنیا کی رنگینیوں میں غائب نہ ہو جائیں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اجتماعات اور جلسے آپ کی زندگیوں پر اثر ڈالتے ہیں تو اس اثر کو عارضی نہ رہنے دیں بلکہ انہیں زندگیوں کا حصہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں ایسے لوگ ہیں جو اس حقیقت کو سمجھتے ہیں، اپنے نفس کی قربانیاں بھی کرتے ہیں اور اس کی روح کو سمجھ کر کرتے ہیں۔ یہ لوگ نوجوانوں میں بھی ہیں، مَردوں میں بھی ہیں، عورتوں میں بھی ہیں۔ پہلے مجھے واقفینِ نَو نوجوانوں کی یہ فکر ہوتی تھی کہ اُن کو پتہ ہی نہیں تھا کہ وقفِ نَو کیا چیز ہے؟ جوان ہو گئے ہیں لیکن سمجھتے تھے کہ جو واقفینِ نَو جامعہ میں چلے گئے وہی جماعت کا کام کرنے والے ہیں۔ باقی کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے کام شروع کر دیئے اور مرکز کو پتہ ہی نہیں ہوتا تھا کہ کہاں گیا واقفِ نَو؟ سمجھتے تھے کہ وقفِ نو کا نام ہمیں مل گیا بس یہ کافی ہے۔ لیکن اب یونیورسٹیوں میں پڑھنے والے جو سٹوڈنٹ ہیں، اُن سے بھی پوچھو تو یہی بتاتے ہیں کہ ہم یہ تعلیم آپ سے پوچھ کر، مرکز سے پوچھ کر حاصل کر رہے ہیں اور ختم کرنے کے بعد مکمل طور پر جماعت کی خدمت کے لئے حاضر ہو جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔ پس یہ روح اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے۔ اس ماحول میں رہتے ہوئے اپنے آپ کو غلط کاموں سے، غلط باتوں سے پاک رکھنے کی کوشش کریں اور یہ لوگ پاک رکھنے کی کوشش کرتے بھی ہیں۔ مالی قربانی کا سوال ہے تو کل ہی ایک خاتون ایک ڈھیر سونے کے زیورات کا مجھے دے گئیں کہ میں نے جماعت کو دینے کا عہد کیا ہوا تھا اب یہ مجھ پر حرام ہے۔ باوجود میرے کہنے کے کہ اپنے لئے کچھ رکھ لو بھی کہا کہ جو عہد میں نے اپنے خدا سے کیا ہے اس کو پورا کرنے سے مجھے نہ روکیں۔ پس یہ انقلاب ہی تو ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے افراد میں پیدا کیا ہے۔ یہ لوگ عبادت کرنے میں بھی خشوع وخضوع دکھانے والے ہیں۔ شریعت کے دوسرے احکام میں بھی عمل کرنے والے ہیں۔ چاہے وہ کاروباری معاملات ہوں یا گھریلو معاملات تا کہ گھر بھی اور معاشرہ بھی جنت نظیر بن جائے۔ اس زمانے میں جب ہر طرف دنیا داری اور نفسا نفسی کا غلبہ ہے، نیکیوں کا جاری کرنا اور اُنہیں جاری رکھنا اور پھر اللہ تعالیٰ سے استقامت کی دعا مانگنا، یہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث بناتا ہے اور جیسا کہ میں نے کہا، ایسے لوگ تو ہیں لیکن ایسے لوگوں کی بھی بہت بڑی اکثریت ہونی چاہئے تا کہ ہمارا پورا ماحول اور ہمارا معاشرہ اس دنیا میں بھی اور آئندہ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی جنتوں کا وارث بنا رہے۔ اور مسیح موعود کے زمانے کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے ویسے بھی فرمایا ہے کہ اُس زمانے میں جنت قریب کر دی جائے گی۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِذَا الۡجَنَّۃُ اُزۡلِفَتۡ (التکویر: 14) اور جب جنت کو قریب کر دیا جائے گا۔ پس خوش قسمت ہیں وہ جو مسیح موعود کی بیعت میں آ کر اس قریب کی ہوئی جنت سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں اور فکر کا مقام ہے اُن لوگوں کے لئے جو اللہ تعالیٰ کے اس انعام سے بھرپور فائدہ نہیں اُٹھا رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ صرف ایک قسم کی نیکی کرنے سے تم اللہ تعالیٰ کی مکمل رضا کے حقدار بن جاؤ گے بلکہ تمام نیکیوں کو بجا لانے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے (ماخوذ از ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ 615۔ ایڈیشن 2003ء) تا کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر تم پر پڑے۔ پس ہمیں اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر حاصل کرنے کے لئے اپنے تمام اعمال پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جو جنت ہمارے قریب کر دی گئی ہے اُسے پکڑ سکیں۔

(خطبہ جمعہ 23/ ستمبر 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ اُردو سیکھیں

سبق نمبر 8

گزشتہ اسباق میں اردو زبان کے بنیادی مسائل پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی۔ آج اردو زبان کے ان حصوں پر بات کرنے کا آغاز کرتے ہیں جن سے اہل زبان کی کسی زبان میں دسترس وسعت پکڑتی ہے۔

پہلا معاملہ ہے اردو زبان میں مذکر یا مونث کی تفریق کا طریقہ کار انگریزی زبان میں اس کا طریق یہ ہے کہ اصل نام کی جگہ جو الفاظ استعمال ہوتے ہیں وہ مذکر اور مونث کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ جیسے اگر مذکر کی بات ہورہی ہو تو

He

کا استعمال ہوتا ہے جبکہ مونث کے لیے

She

لیکن اردو میں مذکر اور مونث کا فرق

Verb

یعنی فعل کی شکل بدل کر کیا جاتا ہے۔ جیسے

وہ خط لکھ رہا ہے۔ یہاں رہا ہے کہ ذریعے مذکر کا اظہار ہے جبکہ اگر فاعل مونث ہے تو رہا ہے رہی ہے میں بدل جائے گا۔

یعنی وہ (عورت) خط لکھ رہی ہے

مزید مثالیں

ہم خط لکھ رہے ہیں (مذکر جمع)

ہم خط لکھ رہی ہیں (مونث جمع)

وہ خط لکھ رہے ہیں (مذکر جمع)

وہ خط لکھ رہی ہیں (مونث جمع)

تو آپ نے ان چند مثالوں میں دیکھا کہ کام کرنے والے کی جنس کا اظہار کرنے کے لیے فعل یعنی

Verb

کی شکل تبدیل کر دی جاتی ہے۔ جو انگریزی زبان کے اصولوں سے یکسر مختلف ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ فعل کتنی شکلیں بدلتا ہے۔ اس کے لیے مندرجہ ذیل مثالوں پر غور کرنا ہوگا

کھانا سے کھایا، کھاؤ یا کھالو یعنی حکم ہے البتہ کھالو میں التجا بھی آجاتی ہے۔ کھایا یعنی ماضی کی بات ہے جیسے اس نے صبح انڈا کھایا۔

میں نے کھایا۔

اس نے کھایا

ہم نے کھایا

سب نے کھایا

پس فعل کا آخری الف ن یا ن ہٹانے سے حکم بن جاتا ہے جیسے چلنا سے چل ملنا سے مل۔ لکھنا سے لکھ، پینا سے پی وغیرہ

ان اسباق کو سادہ اور عام فہم بنانے کے لیے مخصوص لسانی اصطلاحات کے استعمال سے گریز کیا گیا ہے یہ وضاحت اس لیے کی جارہی ہے تا اہل زبان اور اہل علم کی ناراضی سے بچا جاسکے۔ اگر مخصوص گرائمر کی اصطلاحات کا استعمال کیا جائے تو اردو سکھانے کا مقصد فوت ہوجائے گا۔ اور اردو بہت پیچیدہ زبان نظر آئے گی۔

مزید کچھ انداز زباں دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ فعل کھانا کی بات چل رہی ہے تو مثال دیکھیے۔

اب کھابھی لو۔ یہ بظاہر حکم ہے مگر اس میں کسی حد تک طنز کا انداز ہے۔ یعنی وقت ضائع نہ کرو یا بحث نہ کرو یا نئے نئے مطالبات نہ کرو اور کھابھی لو

اب کھا ہی لو۔

یہ بھی ایک انداز گفتگو ہے اس میں صبر کی تلقین کا رنگ ہے۔ یعنی جو میسر ہے کھا ہی لو۔

پہلے کھا تو لو۔

یہاں قبل از وقت فیصلہ کرنے سے منع کرنے کا ایک انداز ہے۔

امید ہے آج کا سبق مفید ثابت ہوگا۔

رپورٹ: فہیم احمد خادم۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن لندن گھانا

سیمینار بعنوان ”وقف کی اہمیت“

جامعۃ المبشرین گھانا

محض خدا تعالیٰ کے فضل سے جامعۃ المبشرین گھانا کو مورخہ 05 جون 2021ء کو سیمینار ”وقف کی اہمیت“ کروانے کی توفیق ملی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

اس پروگرام کی صدارت محترم معلم آدم محمد صاحب سرکٹ مشنری ایسارچر نے کی۔ اس پروگرام کی تفصیل حسب ذیل ہے:

مکرم و محترم مولوی مبشر احمد اقبال صاحب انچارج مجلس ارشاد نے پروگرام کا تعارف کروایا۔ سینیگال سے تعلق رکھنے والے طالب علم عزیزم خالد سَل نے تلاوت قرآن کریم کی اور انگریزی زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ عزیزم یوسف اوسئی و دیگر ساتھیوں نے اردو نظم ”نونہالان جماعت مجھے کچھ کہنا ہے“ ترنم کے ساتھ پیش کی۔ اس کے بعد انگریزی زبان میں تین تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر عزیزم علی ٹمنے نے کی جس کا عنوان ”وقف کی برکات از تحریرات حضرت مسیح موعودؑ“ تھا۔ پھر دوسری تقریر ”واقفین زندگی کے ایمان افروز واقعات“ کے موضوع پر عزیزم طاہر نورالدین نے کی۔ اور پھر آئیوری کوسٹ سے تعلق رکھنے والے طلباء نے جولا زبان میں وقف کے حوالہ سے ایک نظم پیش کی۔

تیسری تقریر ”ایک واقف زندگی کے تجربات“ کے موضوع پر خاکسار فہیم احمد خادم پرنسپل جامعۃ المبشرین گھانا نے کی۔ یہ تقریر واقعاتی تھی۔ خاکسار نے مرکزی مبلغین اور سرکٹ مبلغین کے چند واقعات سنائے کہ کس طرح انہوں نے بے حد مشکل اور نا مساعد حالات میں اپنے وقف کی حفاظت کی اور اس کی روح برقرار رکھی۔

صدر صاحب مجلس نے اختتامی تقریر کی۔ آپ نے اپنی ذاتی زندگی کی روشنی میں بتایا کہ کس طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ کے افضال اور برکات کا مشاہدہ کیا اور طلباء کو وقف نبھانے کی تلقین کی۔ اور اس کے بعد سیکرٹری مجلس ارشاد نے تمام مقررین اور سامعین کا شکریہ ادا کیا اور صدر مجلس نے دعا کروا کر اس پروگرام کا اختتام کروایا۔ پروگرام کے بعد تمام شاملین کو ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ایڈیٹر کے نام خطوط

☆مکرم افضل طاہر لکھتے ہیں:

میں الفضل کا بہت بڑا پرستار ہوں۔

پاکستان کے مخصوص حالات کی وجہ سے کچھ دوری ہوگئی۔اب میں نے دوبارہ وقفے سے مطالعہ شروع کیا ہے۔ایک ڈائری بھی ساتھ رکھتا ہوں۔جو عبارتیں دل کو بھاتی ہیں انکو اس ڈائری میں لکھتا ہوں۔سوچتا ہوں پہلے کس طرح کم علمی میں زندگی گذر گئی۔اعلی مضامین ہوتے ہیں۔یہ ہمارا قومی اخبار ہے۔اللہ تعالی اسے دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین۔اسے پڑھکر دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔

فقط۔خیر اندیش۔

☆مکرمہ بشریٰ نذیر آفتاب سسکاٹون کینیڈا سے لکھتی ہیں:

18 جون کے روزنامہ الفضل آن لائن ”اشاعت نمبر“ میں آپکا اداریہ ”18۔ جون اور روزنامہ الفضل“ پڑھا جس میں آپ نے الفضل کی تاریخ کیا بیان کی ہے گویا کہ دریا کو کوزے میں بند کر ڈالا، بہت ہی معلوماتی پرچہ تھا۔یہاں سسکاٹون میں محض خدا تعالی کے فضل سے لجنہ کے وائٹس ایپ اور براڈ کاسٹ گروپس کے ذریعے روزنامہ الفضل کا تازہ شمارہ بہنوں کو بھیجا جاتا ہے جیسے نہ صرف بہنیں شوق سے پڑھتیں ہیں بلکہ اپنی دلچسپی کے مضامین پر خوشی کا اظہار بھی کرتی ہیں۔

خاکسار نے جب سے ہوش سنبھالا، اپنے گھر میں الفضل کو اللہ کے فضل سے موجود پایا۔الفضل سے بچپن سے کی گئی دوستی دن بدن گہری ہوتی چلی گئی۔ہمارے گاوں میں شروع شروع میں صرف تین ہی احمدی گھرانے تھے اور آپس میں رشتے دار بھی تھے مگر ہر گھر نے اپنا اپنا الفضل اخبار لگوایا ہوا تھا۔بعض اوقات ڈاک میں تاخیر ہوجانے کے باعث الفضل کے تین تین پرچے ایک ہی دن مل جاتے ہم اور ہمارے والدین تینوں پرچے پڑھ کر دم لیتے۔میری والدہ صاحبہ نے پرائمری تک تعلیم حاصل کی ہے آپ اکثر کہتی ہیں کہ یہ الفضل کے پڑھنے کی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے نہ صرف میرے دینی علم میں اضافہ کیا ہے بلکہ میری اردو بول چال میں روانی کے ساتھ ساتھ اردو پڑھنے اور لکھنے میں بھی بہت بہتری آئی ہے ”آؤ اردو سیکھیں“ اور ”چھوٹی مگر سبق آموز بات“ بہت اچھا اضافہ ہیں میرے والد نذیر احمد خادم صاحب مرحوم کو خلافت احمدیہ سے صدق و وفا کا تعلق اور نظام جماعت سے گہری وابستگی۔تھی آپ ایک علمی ادبی شخصیت تھے۔قلم کے شہکار تھے۔آپکی جنبش قلم سے نکلے ہوئے سینکڑوں مضامین الفضل کی زینت بنے۔آپ کو کثرت مطالعہ کی عادت تھی، اسی لئے ہم سب بہن بھائیوں کو اپنے والد صاحب کے عملی نمونے سے ہی جماعتی اخبار و رسائل کی عادت پڑ گئی۔میرے بڑے بھائی ظہیر احمد طاہر (جرمنی)۔ بھی الفضل میں لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ اور آپکی ساری ٹیم کی کوششوں کو قبول فرمائے اور تمام قارئین کو اپنے اس اخبار سے صحیح رنگ میں فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

دیس کا سندیسہ پر تاثرات

☆بہت خوب لکھا ہے

الفضل اور مولانا سلطان محمود انور صاحب کی 1998-1997 کے دنوں سے میری زندگی میں ایک خاص حوالے سے ممتاز حیثیت ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

(راجہ عطاء المنان۔ یو کے)

☆بہت ہی خوبصورت مضمون باندھا ہے آپ نے، اپنے آبائی شہر سے وابستہ یادیں ہمیشہ ہمارے ساتھ رہتی ہیں اور ربوہ کا تو پھر ایک خاص ماحول تھا اور جذباتی وابستگی کے کئی اور بھی حوالے تھے۔اللہ کرے کہ پاکستان میں تمام مکاتب فکر اور مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ آزادی سے زندگی گزار سکیں۔

(مونا فاروق۔ نیو یارک)

☆ماشاء اللہ بہت اعلیٰ تحریر ماضی کے خوبصورت لمحات کی جھلک کے ساتھ علمُ تہذیب کو اجاگر کرتی ہوئی پدرانہ شفقت تربیت کا انتہائی خوبصورت زمانہ بہت خوب

(ناصرہ مرزا۔ کینیڈا)

☆ماشااللہ بہت سادہ اور دلچسپ مضمون۔ یادوں کو الفاظ میں ڈھالا اور بہت سوں کو بچپن یاد کرا دیا۔

(منصور قریشی۔ امریکہ)

☆جزاک اللہ بہت اچھا لکھا۔ ہمارے گھر میں بھی یہ عادت تھی کہ تلاوت کے بعد الفضل (پڑھتے تھے)۔ گھر میں اکثر مضامین پہ گفتگو ہوتی تھی۔ الفضل کا روز انتظار ہوتا تھا۔ میں تو موصیان کی فہرست اور تلاش گمشدہ تک سب پڑھتی تھی۔

(ندا مبشر۔ آسٹریلیا)

☆مکرم خالد ملک صاحب لکھتے ہیں

الفضل کا احمدیوں کی تعلیم و تربیت میں بہت حصہ رہا ہے۔میرے گاؤں میں ہفتے کے بعد 3، 4 دن کی الفضل اکٹھی آتی تھیں، عصر کے وقت مسجد سے لے کر، گھر جاتے جاتے ہی پڑھ لیا کرتا تھا۔شروع میں تو میں نے ایک کاپی بنائی تھی جس میں حضرت خلیفہ المسیح الثانیؓ کے اقتباسات لکھا کرتا تھا۔

بعد میں الفضل ہی سنبھال کر رکھنا شروع کر لی۔میں نے ساری الفضل سنبھال کر رکھی تھیں، حضور کے خطبات کی الفضل علیحدہ سے جلد کر کے رکھی تھیں۔ میں شدت سے اس دن کا انتظار کر رہا ہوں جب 1992 سے لے کر 1999 تک کی الفضل انٹر نیٹ پر موجود ہوں گی۔ اور میں ان کو دوبارہ پڑھ سکوں گا۔

☆مکرم نصیر احمد قمر لندن سے لکھتے ہیں:

آپ کے پیغام کا بہت شکریہ۔ اللہ آپ کو اور آپ کی ٹیم کو جو بڑی محنت سے کام کر رہے ہیں تمام خدمات کی بہترین جزا عطا فرمائے۔

مجھے اور میری اہلیہ کو دعا میں یاد رکھیں۔ اللہ ہم پر رحم فرمائے اور ہر قسم کی تکالیف سے اپنے فضل سے نجات دے اور صحت و تندرستی والی اپنے فضلوں سے معمور فعال خوشحال اور بابرکت زندگی عطا فرمائے۔آمین

طاہر احمد صاحب کے مضمون سوشل میڈیا پر تبصرے

☆مکرمہ امتہ الباری ناصر ڈٹرائٹ امریکہ تحریر کرتی ہیں:

پچیس جون کے الفضل میں محترم طاہر احمد (فن لینڈ) کا سوشل میڈیا پر مضمون بہت مفید ہے عمدگی سے ترتیب دیا ہوُا قیمتی تحقیقی مواد پیش کیا ہے۔ جو وقت کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر سے نوازے۔

اسی شمارے میں مکرمہ آنسہ بقاپوری صاحبہ کے مضمون نے بھی متاثر کیا۔ بزرگوں کے ذکر کو زندہ رکھنا قابل تحسین ہے۔اس بات کی بھی خوشی ہوئی کہ ڈٹرائٹ امریکہ سے ایک اور لکھاری سامنے آئیں۔

امید ہے مکرم شمشاد احمد ناصر صاحب، مکرمہ فوزیہ منصور صاحبہ اور خاکسار کے ساتھ اب مکرمہ آنسہ بقاپوری صاحبہ اسی علاقے سے الفضل کی خدمت کریں گی۔ ماشاء اللہ

☆مکرمہ ناصرہ احمد لکھتی ہیں:

ماشاءاللہ ، الفضل دن بدن نکھرتا جا رہا ہے، مضامین انتہائی دلچسپ اور معلوماتی ہیں۔مکرم طاہر احمد صاحب، فن لینڈ، کا سوشل میڈیا پر انتہائی دلچسپ، معلوماتی اور آنکھیں کھول دینے والا مضمون بہت پسند آیا۔ اللھم زد فزد۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

کسی سے کوئی چیز لیتے یا کسی کو پکڑاتے وقت دائیاں ہاتھ استعمال کرنا چاہیئے۔ کھانا یا پانی بھی دائیں ہاتھ سے پینا چاہیئے۔ ہمارے ہاں غیروں کی دیکھا دیکھی پانی بائیں ہاتھ سے پینے کا رواج بڑھ رہا ہے۔ جبکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

كُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ

یعنی دائیں ہاتھ سے کھاؤ اپنے قریب سے کھاؤ۔

08 جولائی 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	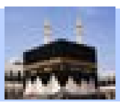	04:17	19:07
مدینہ منورہ	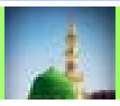	04:09	19:14
قادیان	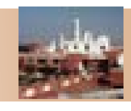	03:51	19:37
ربوہ	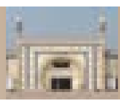	03:31	19:17
اسلام آباد ٹلفورڈ		03:28	21:18

سانحہ ارتحال

نسیم ملک صاحب سویڈن سے لکھتے ہیں کہ محترمہ شفقت سلطانہ صاحبہ زوجہ ملک مبارک احمد صاحب مرحوم (پاکستان سٹیٹ لائف) بوجہ کرونا کراچی میں قضائے الہیٰ سے وفات پا گئی ہیں انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت ان کی عمر 86 برس تھی۔ ان کو ان کے آبائی قبرستان نوشہرہ ککے زئی سیالکوٹ میں سپرد خاک کر دیا گیا ہے۔
آپ کینسر جیسے موزی مرض میں بھی مبتلا تھیں لیکن انتہائی ہمت کے ساتھ اس مرض سے نجات حاصل کی تھی۔مرحومہ نہایت مخلص احمدی خاتون تھیں۔مرحومہ خاکسار کی چچی اور خالہ تھیں اور میرے چھوٹے بھائی کیپٹن تنویر احمد کی خوش دامن تھیں۔مرحومہ ایک نہایت اچھی بیوی، اچھی ماں اور انسان دوست خاتون تھیں۔ساری زندگی فیملی کی بہترین نگہداشت میں گزاری۔ زندگی میں انہوں نے متعدد مشکلات کا انتہائی صبر اور ہمت سے مقابلہ کیا۔مرحومہ نے اپنے دو جوان بیٹوں اور شوہر کی وفات کے صدمات کو انتہائی صبر اور حوصلے کے ساتھ برداشت کیا تھا اور اللہ کی رضا پر راضی رہی تھیں۔مرحومہ نے شادی کے بعد احمدیت قبول کی تھی اور پھر تمام عمر اس کا پاس رکھا تھا اور اپنی اولاد کی تربیت بھی احمدیت کی تعلیمات کی روشنی میں کی اور ان کے اندر خلافت سے محبت پیدا کرنے کی ہر دم کوشاں رہی تھیں۔آپ تہجد اور نمازوں کی بہت پابند تھیں اور اپنی اولاد کو بھی اس کی ترغیب دیتی رہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اہل خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

نسیم احمد ملک، کالمار سویڈن